

سادھ سگت

(چند مثالوں کی روشنی میں)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ قُوَّا اللَّهُ وَكُونُوا مَعَ الصَّدِيقِينَ (آلٰ توبہ: 119)

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
 جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار
 اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
 کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب؟
 اُسے دے چکے مال و جاں بار بار
 ابھی خوف دل میں کہ ہیں ناپکار
 لگاتے ہیں دل اپنا اُس پاک سے
 وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

معزز سامعین! مجھے آج ایک ضرب المثل ”سادھ سگت“ پر روشنی ڈالنی ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے فرمودات میں استعمال فرمایا ہے۔ جیسے آپ فرماتے ہیں۔

”کُونُوا مَعَ الصَّدِيقِينَ (آلٰ توبہ: 119)“ بھی اسی واسطے فرمایا گیا ہے۔ سادھ سگت بھی ایک ضرب المثل ہے۔ پس یہ ضروری بات ہے کہ انسان باوجود علم کے اور باوجود وقت و شوکت کے امام کے پاس ایک سادہ لوح کی طرح پڑا رہے تا اس پر عمدہ رنگت آوے۔ سفید کپڑا اچھار نگاہ جاتا ہے اور جس میں اپنی خودی اور علم کا پہلے سے کوئی میل کچیل ہوتا ہے اس پر عمدہ رنگ نہیں چڑھتا۔ صادق کی معیت میں انسان کی عقدہ کشائی ہوتی ہے اور اسے نشانات دئے جاتے ہیں جن سے اس کا جسم منور اور روح تازہ ہوتی ہے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 263-262، 2016ء)

سادھ سگت ایک ہندی زبان کا محاورہ ہے جس میں سادھ کے معنی ہیں۔ نیک، پارسا اور پرہیز گار جبکہ سگت کے معانی ہم نہیں، ہم صحبت اور رفاقت و دوستی کے ہیں۔ جسے ہم عرفِ عام میں صحبتِ صالحین کہہ سکتے ہیں اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس محاورہ کے استعمال کے ساتھ ”کُونُوا مَعَ الصَّدِيقِينَ“ کی آیت استعمال فرمائی ہے۔

سامعین! صحبت کے معنی دوستی، ہم جلیسی، ہم نشینی کے کئے جاسکتے ہیں اور اسلامی اصطلاح ”صحابی“ بھی اسی سے مشتق ہے جس کے معنی ساتھی، دوست اور ہم مجلس کے ہیں اور جب ”صحابی رسول“ کہا جاتا ہے تو اس کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق، ساتھی اور صحبت یا نتے کے معنی لئے جاتے ہیں۔ جس نے سرور کو نین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جسمانی آنکھوں سے دیکھا ہو اور ہم صحبت رہ کر چند باتیں بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنی ہوں۔ اس ہم نشینی

کے بد لے اور صلحے صحابہ، نیک، پارسا، پرہیزگار، نیک چلن اور مقتی بنے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد بار نیک، صالح اور پارسا لوگوں کی صحبت رکھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ جیسے سورۃ توبہ کی آیت 119 جس کی تلاوت میں آغاز پر کر آیا ہوں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

سورۃ توبہ کی آیت 71 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مومن مرداور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں جو اچھی باتوں کا حکم اور بُری باتوں سے روکتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں نیز اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ انہی پر اللہ ضرور حم کرے گا۔ سورۃ ال عمران آیت 29 میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تاکید کا حکم دیا کہ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کی صحبت اختیار نہ کرو۔ ایسا کرنے والے کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔

احادیث میں سرور کائنات خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسلمانوں کو صحبت صالحین اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ایک موقع پر نیک اور بُرے ساتھی کی مثال دو شخص سے دے کر صحابہ کو اس اہم مضمون کی طرف یوں توجہ دلائی کہ ایک شخص کستوری اٹھائے ہوئے ہو اور دوسرا بھٹی جھوکنے والا ہو۔ کستوری والا مفت میں خوشبو دے جائے گا۔ اس کی مہک سے تو فائدہ اٹھا جائے گا (یہ ذکر الٰہی کی محافل ہیں) اور بھٹی والے کے قریب بیٹھنے سے کپڑے جل جائیں گے اور اس کا بدبودار دھواں نگ کرے گا۔

(مسلم کتاب البر والصلة)

اس حدیث کی تشریح میں دعا دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسکن ایمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ ہم سب کو کستوری کی خوبیوں باعثے والا بنائے اور ہمارے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا ہوں جو نہ صرف ہمیں فائدہ پہنچا رہی ہوں بلکہ لوگ بھی ہم سے فائدہ اٹھا رہے ہوں۔“

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 398)

سامعین! اب میں صحبتِ صالحین کے مضمون کو مثالوں سے بیان کرتا ہوں۔ احادیث کے بعد سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے اضافات سے کچھ آپ حاضرین کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ درخت اور شاخ کے آپس کے تعلق کو صحبتِ صالحین سے تشبیہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”آپ نے جو آج مجھ سے بیعت کی ہے یہ تحریزی کی طرح ہے۔ چاہیے کہ آپ اکثر مجھ سے ملاقات کریں اور اس تعلق کو مضبوط کریں جو آج قائم ہوا ہے جس شاخ کا تعلق درخت سے نہیں رہتا وہ آخر خشک ہو کر گرجاتی ہے۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 37-38)

آپ اسی مضمون کو ایک اور جگہ خوبیوں سے تشبیہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”صحبت میں بڑا شرف ہے۔ اس کی تاثیر کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا رہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوبیوں کو تو پاس والے کو بھی پہنچی ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر صادقوں کی صحبت ایک روح صدق کی نفع کر دیتی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ گہری صحبت نبی اور صاحب نبی کو ایک کردیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو قرآن شریف میں کُنُزًا مَعَ الصَّدِيقِينَ (النوبہ: 119) فرمایا ہے۔ اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ایک بے نظیر خوبی ہے کہ ہر زمانے میں ایسے صادق موجود رہتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 609 ایڈیشن 1988ء)

بیمارے بھائیو! مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ اچھی اور بُری صحبت کی بہت عمدہ مثال یوں دی ہے کہ ایک مکھی گندگی پر بیٹھتی ہے اور گندگی اور بیماری پھیلاتی ہے جبکہ ایک دوسری مکھی جو شہد کی مکھی کھلاتی ہے وہ پھلوں پر بیٹھتی ہے اور ایک ایسی خوارک تیار کرتی ہے جو شہد کھلاتا ہے اور شفاء لینا سی ہے۔ دونوں کھلاتی مکھیاں ہیں مگر اپنی اپنی صحبت سے وہ کیا مہیا کرتی ہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اور مثال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”مثل مشہور ہے۔ تخم تاثیر صحبت را اثر۔ اس کے اول جزو (حصہ) پر کلام ہو تو ہو، لیکن دوسرا حصہ ”صحبت را اثر“ ایسا ثابت شدہ مسئلہ ہے کہ اس پر زیادہ بحث کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ ہر ایک شریف قوم کے بچوں کا عیسایوں کے بچنے میں کھنڈ جانا اور مسلمانوں حتیٰ کہ غوث و قطب کھلانے والوں کی اولاد اور سادات کے فرزندوں کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنا دیکھے چکے ہو۔ ان صحیح النسب سیدوں کی جو اولاد اپنا سلسلہ حضرت امام حسینؑ تک پہنچاتے ہیں۔ ہم

نے کر سچن (عیسائی) دیکھی ہے اور بانی اسلام کی نسبت قسم قسم کے الزام (نحوذ باللہ) لگاتے ہیں۔ ایسی حالت میں بھی اگر کوئی مسلمان اپنے دین اور اپنے نبی کے لئے غیرت نہیں رکھتا، تو اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو گا؟

اگر تم اپنے پچوں کو عیسائیوں، آریوں اور دوسروں کی صحبت سے نہیں بچاتے یا کم از کم نہیں بچانا چاہتے، تو یاد رکھو کہ نہ صرف اپنے اوپر بلکہ قوم پر اور اسلام پر ظلم کرتے اور بہت بڑا بھاری ظلم کرتے ہو۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ گویا تمہیں اسلام کے لئے کچھ غیرت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت تھمارے دل میں نہیں۔”

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 45)

اصلاح نفس کے لئے دعا اور صحبت صالحین کا نجہ بتاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

”دو چیزیں ہیں ایک تو دعا کرنی چاہئے اور دوسرا طریق یہ ہے کُنُوا مَعَ الصَّدِيقِينَ راستبازوں کی صحبت میں رہو تاکہ ان کی صحبت میں رہ کر تم کو پتہ لگ جاوے کہ تمہارا خدا قادر ہے، بینا ہے، دیکھنے والا ہے، سننے والا ہے، دعا کیں قبول کرتا ہے اور اپنی رحمت سے اپنے بندوں کو صدھانعتیں دیتا ہے۔“

(ملفوظات جلد ششم صفحہ 62)

سامعین! حضرت مسیح موعودؑ صحبت میں بڑی تاثیر کے متعلق فرماتے ہیں:

”جو شخص شراب خانہ میں جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ میں نہیں پیتا ہوں لیکن ایک دن آئے گا وہ ضرور پیے گا۔ پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہیے کہ صحبت میں بڑی تاثیر ہے۔ جو شخص نیک صحبت میں جاتا ہے خواہ وہ مخالفت کے ہی رنگ میں ہو لیکن وہ صحبت اپنا اثر کے بغیر نہ رہے گی اور ایک نہ ایک دن وہ اس مخالفت سے باز آجائے گا۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 505-506)

آپ فرماتے ہیں:

”دنیا میں دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک جسمانی تعلقات۔ جیسے ماں، باپ، بھائی، بہن وغیرہ کے تعلقات۔ دوسرے روحانی اور دینی تعلقات۔ یہ دوسری قسم کے تعلقات اگر کامل ہو جائیں تو سب قسم کے تعلقات سے بڑھ کر ہوتے ہیں اور یہ اپنے کمال کو توب پہنچتے ہیں جب ایک عرصہ تک صحبت میں رہے۔ دیکھو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو صحابہؓ کی جماعت تھی، اس کے یہ تعلقات ہی کمال کو پہنچے ہوئے تھے جو انہوں نے نہ وطن کی پرواہ کی اور نہ اپنے ماں و ملاک کی اور نہ عزیزو اقارب کی۔ یہاں تک کہ اگر ضرورت پڑی تو انہوں نے بھیڑ کبری کی طرح اپنے سر خدا کی راہ میں رکھ دیئے۔ وہ شدائی و مصائب جوان کو پہنچ رہے تھے، ان کے برداشت کرنے کی قوت اور طاقت ان کو کیونگملی۔ اس میں یہی سرتر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلقات بہت گہرے ہو گئے تھے۔ انہوں نے اس حقیقت کو سمجھ لیا تھا، جو آپ لے کر آئے تھے اور پھر دنیا اور اس کی ہر چیز ان کی نگاہ میں خدا تعالیٰ کے لقاء کے مقابلہ میں کچھ ہستی رکھتی ہی نہیں تھی۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 140 ایڈیشن 2016ء)

سامعین! پھر آپ مقریبین کی درگاہ میں بیٹھنے والوں کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

”یہ مسلمہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے مقرب کے پاس رہنا گویا ایک طرح سے خود خدا تعالیٰ کے پاس رہنا ہوتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 316 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام إِنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يُشْقَى جَلِيلُهُمْ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

”جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدلوں اور شریروں کی صحبت اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے۔ اسی لئے احادیث اور قرآن شریف میں صحبت بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تهدید پائی جاتی ہے اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الغور اٹھ جاؤ ورنہ جو اہانت ٹن کر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی ان میں ہی ہو گا۔

صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے۔ اس لئے کس قدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان کُنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ کے پاک ارشاد پر عمل کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجا تھا ہے وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا

ہے کہ تم نے کیا دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے مگر ایک شخص ان میں سے نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں! وہ بھی ان میں سے ہی ہے کیونکہ اِنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقُى جَلِيلُهُمْ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کس قدر فائدے ہیں سخت بد نصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دور رہے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 507)

نیک اعمال کے لئے صحبتِ صالحین کے نسخہ کو آپ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

”خدا کے فضل کے سوا تبدیلی نہیں ہوتی اعمال نیک کے واسطے صحبتِ صادقین کا نصیب ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ خدا کی سنت ہے ورنہ اگر چاہتا تو آسمان سے قرآن شریف یوں ہی کھیج دیتا اور کوئی رسول نہ آتا۔ مگر انسان کو عمل درآمد کے لئے نمونہ کی ضرورت ہے۔ پس اگر وہ نمونہ نہ بھیجا رہتا تو حق مشتبہ ہو جاتا۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 266 ایڈیشن 2016ء)

سامعین! آپ صحبتِ صالحین کو مسہل یعنی دست آور دوائی سے تشیبیہ دے کر فرماتے ہیں:

”وَ عَظِيمُ الشَّانِ ذَرِيعَهُ جِسْ سَے ایک چمکتا ہوا یقین حاصل ہو اور خدا تعالیٰ پر بصیرت کے ساتھ ایمان قائم ہو ایک ہی ہے کہ انسان ان لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو خدا تعالیٰ کے وجود پر زندہ شہادت دینے والے ہوں خود جنہوں نے اس سے سن لیا ہے کہ وہ ایک قادر مطلق اور عالم الغیب تمام صفات کاملہ سے موصوف خدا ہے۔ ابتداء میں جب انسان ایسے لوگوں کی صحبت میں جاتا ہے تو اس کی باتیں بالکل انوکھی اور نزاکی معلوم ہوتی ہیں وہ بہت کم دل میں جاتی ہیں گو Dol ان کی طرف کھینچی جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اندر کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے ان معرفت کی باتوں کی ایک جنگ شروع ہو جاتی ہے جو کچھ گرد و غبار دل پر بیٹھا ہوتا ہے صادق کی باتیں ان کو دور کر کے اسے جلا دینا چاہتی ہے تا اس میں یقین کی قوت پیدا ہو جیسے جب کبھی کسی آدمی کو مسہل دیا جاتا ہے تو دست آور دوائی پیٹ میں جا کر ایک گڑگڑا ہٹ سی پیدا کر دیتی ہے اور تمام موادر ڈیہ اور فاسدہ کو حرکت اور جوش دے کر باہر نکلتی ہیں اسی طرح پر صادق ان ظنیات کو دور کرنا چاہتا ہے اور سچے علوم اور اعتقاد صحیح کی معرفت کرانی چاہتا ہے اور وہ باتیں اس دل کو جس نے بہت بڑا زمانہ ایک اور ہی دنیا میں بسر کیا ہوا ہوتا ہے ناگوار اور ناقابل عمل معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن آخر سچائی غالب آجائی ہے اور باطل پرستی کی قوتیں مر جاتی ہیں اور حق پرستی کی قوتیں نشوونما پانے لگتی ہیں۔ پس میں اس نور کو لے کر آیا ہوں اور دنیا میں قوتِ یقین کو پیدا کرنا چاہتا ہوں اور اس قوت کا پیدا ہونا صرف الفاظ اور باتوں سے نہیں ہو سکتا، بلکہ یہ ان نشانات سے نشوونما پانی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مقدارانہ طاقت سے صادقوں کے ہاتھ پر ظہور پاتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 365-366)

آپ ایک موقع پر ماں اور بیٹی کی مثال دے کر فرماتے ہیں۔

”سنو! انسان کامل مومن اس وقت تک نہیں ہوتا، جب تک کفار کی باتوں سے متاثر نہ ہونے والی فطرت حاصل نہ کر لے اور یہ فطرت نہیں ملتی جب تک اس شخص کی صحبت میں نہ رہے جو گم شدہ متاع کو واپس لانے کے واسطے آیا ہے۔ پس جب تک وہ اس متاع کو نہ لے اور اس قابل نہ ہو جائے کہ مخالف باتوں کا اس پر کچھ بھی اثر نہ ہو تو اس وقت تک اس پر حرام ہے کہ اس صحبت سے الگ ہو کیونکہ وہ اس بچہ کی مانند ہے جو ابھی ماں کی گود میں ہے اور صرف دودھ ہی پر اس کی پرورش کا انحصار ہے۔ پس اگر وہ بچہ ماں سے الگ ہو جاوے تو فی الفور اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ اسی طرح اگر وہ صحبت سے علیحدہ ہوتا ہے تو خطرناک حالت میں جا پڑتا ہے۔ پس بجائے اس کے کہ دوسروں کو درست کرنے کے لئے کوشش کر سکتا ہو خود الثامتا ثراز ہو جاتا ہے اور اوروں کے لئے ٹھوکر کا باعث بتتا ہے۔ اس لئے ہم کو دن رات جلن اور افسوس یہی ہے کہ لوگ بار بار یہاں آئیں اور دیر تک صحبت میں رہیں۔ انسان کامل ہونے کی حالت میں اگر ملاقات کم کر دے اور تجربہ سے دیکھ لے کہ توی ہو گیا ہوں تو اس وقت اسے جائز ہو سکتا ہے کہ ملاقات کم کر دے کیونکہ بعید ہو کر بھی قریب ہی ہوتا ہے لیکن جب تک کمزوری ہے وہ خطرناک حالت میں ہے۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 136 ایڈیشن 2016ء)

پیارے بھائیو! زیارتِ صالحین کے لیے سفر کرنا قدیم سے سنتِ سلفِ صالح چل آئی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جب قیامت کے دن ایک شخص اپنی بد اعمالی کی وجہ سے سخت مواخذہ میں ہو گا تو اللہ جل شانہ اس سے پوچھے گا کہ فلاں صالح آدمی کی ملاقات کے لیے کبھی تو گیا تھا۔ تو وہ کہے گا بالارادہ تو کبھی نہیں گیا مگر ایک دفعہ ایک راہ میں اس کی ملاقات ہو گئی تھی تب خدا تعالیٰ کہے گا کہ جا! بہشت میں داخل ہو۔ میں نے اسی ملاقات کی وجہ سے تجھے بخش دیا۔

(آنکیہ مکالاتِ اسلام، روحانی خزانہ جلد 5 صفحہ 608)

سامعین! حضرت اقدس برف کے تدوں پر چل کر صحبت اختیار کرنے کے حوالے سے فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید فرمائی ہے کہ جب دنیا ختم ہونے پر ہوگی تو اس امت میں سے مسح موعود پیدا ہو گا۔ لوگوں کو چاہیے کہ اس کے پاس پنچیں خواہ ان کو برف پر چل کر جانا پڑے۔ اس لئے صحبت میں رہنا ضروری ہے کیونکہ یہ سلسلہ آسمانی ہے۔ پاس رہنے سے باقی جو ہوں گی ان کو نہ گا جو کوئی نشان ظاہر ہو اُسے سوچے گا۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 264)

آپ من کائن اللہ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

”جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور اس کی عظمت کو دل میں جگہ دیتے ہیں خدا تعالیٰ ان کو عزت دیتا اور خود ان کے لئے ایک سپر ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے من کائن اللہ کائن اللہ کی یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جاوے اللہ تعالیٰ اُس کا ہو جاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 356)

ایک انگریز نے ایک دفعہ حضور سے کہا کہ میرا رادا ہے کہ کشمیر میں ایک بڑا ہوٹل بناؤں اور وہاں ہر ملک و دیار کے لوگ جو سیر و سیاحت کے لئے آتے ہیں ان کو تبلیغ کروں۔ حضور نے فرمایا کہ

”ہمیں اس سے دنیاداری کی بُو آتی ہے۔ اگر اسے سچا اخلاص خدا کے ساتھ ہے اور اس کی غرض تحصیل ہے تو اول یہاں (قادیان) آکر رہے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 316)

صحبت صالحین کو ایک کیمیا قرار دیتے ہوئے آپ نے ایک دفعہ کسی بزرگ کا یہ فارسی شعر پڑھا۔

”ہر کہ روشن شد دل و جان و دروں از حضرتش
کیمیا باشد بسر برون دے در صحبتش

یعنی جس کے جان و دل اور باطن خدا کے حضور سے روشن کئے گئے ہیں اُن کی صحبت میں ایک لمحہ گزارنا بھی کیمیا ہے۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 485)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سے کسی نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ ”سنا ہے کہ آپ کو کیمیا گری آتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں آتی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ ہم غریب ہیں اور مقروض رہتے ہیں۔ آپ ہمیں بھی بتائیں۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:

”لوگ اکسیر اور سنگ پارس تلاش کرتے پھرتے تھے۔ میرے لیے تو حضرت مرزا صاحب پارس تھے۔ میں نے انکو چھو تو بادشاہ بن گیا۔“

(تاریخ احمدیت جلد سوم)

کسی نے صحبت کے مضمون کو گلاب اور دیگر پھولوں سے تشیبیہ دی ہے کہ جہاں پھولوں کی کیاریاں ہوں وہاں سے آنے والی ہوائیں بھی خوشبودار ہو کر گزرتی ہیں اور نصفا مہک جاتی ہے۔ یہاں تک کہ گلاب کی بیتیاں جس زمین پر گرتی ہیں وہ زمین بھی گلاب کی خوشبو سے معطر ہو جاتی ہے۔

سامعین! یہ مضمون اتنا ہم ہے کہ اسے اپنے معاشرے کی تزئین و آرائش اور بہتری کے لئے قوم کے لیئر وہ نے خواہ ان کا تعلق مشرکین سے ہو، دہریت سے ہو یا عیسائیوں، یہودیوں اور دیگر مذاہب سے۔ اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ اچھی صحبت اپنے لوگ مہیا کرتی ہے۔

کسی نے کہا ہے کہ

گندم از گندم بروید جو از جو
از مكافات عمل غافل مشو

کہ گندم سے گندم اور جو سے جو اگتے ہیں۔ تو مكافات عمل سے ہر گز غافل نہ ہو۔

اسی مضمون کو ایک انگریزی مثال میں یوں سمیا گیا ہے

“The duty of an apple is to ensure that an apple tree grow out of it”.

سیب کے ذمہ لگایا گیا ہے کہ وہ ممکن بنائے کہ اس کے ذریعہ سیب کے درخت اگیں گے۔

یہ حقیقت ہے کہ انسان اپنے ماحول میں دیگر اٹھنے بیٹھنے والے لوگوں سے ضرور اثر پکڑتا ہے اور باوجود نہ چاہنے کے بھی، اس میں ان لوگوں جیسی حرکات و سکنات پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے دوستیاں بڑھائیں اور بد کردار کے حامل انسانوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بیٹھنے والے پہلے بالکل جاہل اور اخلاق سے عاری تھے مگر آہستہ آہستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا اثر یہ ہوا کہ وہ لوگ الٰہی رنگ پکڑ گئے اور ساری دنیا پر اخلاق حسنہ کی تواریخ حکومت کی۔

آپ فرماتے ہیں:

”صحابہ کرامؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور بڑے بڑے نقشان برداشت کئے۔ ان کو اس بات کا علم تھا کہ صحبت سے جو بات حاصل ہوئی ہے وہ اور طرح ہرگز حاصل نہ ہوگی۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 351)

پنجابی کے معروف صوفی شاعر میاں محمد بخش (مصنف منظوم مجموعہ کلام: سیف الملوك) نے حدیث کامنظم کلام میں ترجمہ یوں کیا ہے۔

چنگے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان عطاراں
سودا پاویں مول نہ لیے ہلے آن ہزاراں
بُرے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان لوہاراں
کپڑے پاویں کُنج کُنج بیٹھیے چنکاں آن ہزاراں

اسی طرح بے شمار اس حوالے سے ضرب المثل ہیں جیسے صحبت صالح ترا صلح کند مگر وقت مجھے اجازت نہیں دے رہا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک لوگوں کی صحبت میں رکھے۔ آمین

